

از عدالت الاعظمیٰ

ہوشیار پور الیکٹریک سپلائی کمپنی

بنام
کمشنر آمدنی ٹیکس - سملا

(جے۔ ایل۔ کپور، ایم۔ ہدایت اللہ اور جے۔ سی۔ شاہ، جسٹسز)

انکم ٹیکس۔ نئی بجلی کی تنصیبات نصب کرنے کے لیے اثاثوں کی رسیدیں۔ اگر "منافع" یا سرمایہ۔ انڈین الیکٹریٹی ایکٹ، 1910 (9 آف 1910)، شیڈول c-6 (1) (b)۔ انڈین انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 (11 آف 1922)، دفعہ 66(1)۔

ٹیکس دہندہ، جو بجلی کی فراہمی کا ایک ادارہ ہے، اپنے صارفین کو دیئے گئے نئے سروس کنکشن کے لیے کچھ رقم وصول کرتا ہے۔ اس رقم کا کچھ حصہ مین اور سروس لائنیں بچھانے پر خرچ کیا گیا۔ انکم ٹیکس افسر نے پوری رقم کو تجارتی رسید سمجھا۔ اپیل میں ایپیلٹ اسٹنٹ کمشنر نے سروس لائنیں اور مین بچھانے کی لاگت کو خارج کر دیا اور بقایا کو قابل ٹیکس آمدنی قرار دیا۔ ایپیلٹ ٹریبونل نے ایپیلٹ اسٹنٹ کمشنر سے اتفاق کیا اور فیصلہ دیا کہ سروس کنکشن کی رسیدیں تجارتی رسیدیں ہیں اور اس میں "منافع عنصر" ٹیکس دہندہ کے ہاتھ میں قابل ٹیکس آمدنی ہے۔ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 66 (1) کے تحت ایک حوالہ میں، ہائی کورٹ نے ٹریبونل کے نقطہ نظر سے کافی حد تک اتفاق کیا۔ تشخیص کنندہ کی اپیل پر،

یہ مانا گیا کہ ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ دیتے ہوئے غلطی کی کہ ٹیکس دہندہ کی طرف سے سروس لائنوں کی تنصیب کے لیے خرچ کی گئی رقم سے زیادہ رسیدیں تجارتی رسید تھیں۔ رسیدیں اگرچہ بجلی تقسیم کرنے والے کے طور پر ٹیکس دہندہ کے کاروبار سے متعلق تھیں لیکن وہ ٹیکس دہندہ کے کاروبار کو جاری رکھنے کے دوران اتفاقی نہیں تھیں۔ وہ دیر پا قیمت کے سرمائے کو وجود میں لانے کی رسیدیں تھیں۔ کل رسیدیں جو کیپٹل رسیدیں ہوتی ہیں اور اس کے ایک حصے کے بعد باقی رقم سروس لائنیں اور مین بچھانے کے لیے خرچ کی جاتی ہے، اسے تجارتی رسید کی نوعیت میں 'منافع' نہیں سمجھا جاسکتا۔

کمشنر انکم ٹیکس بنام پونا الیکٹرک سپلائی کمپنی لمیٹڈ، (1946) 14 آئی ٹی آر 622 اور مونگیر الیکٹرک سپلائی کمپنی لمیٹڈ بنام انکم ٹیکس کمشنر، بہار اور اڑیسہ، (1954) 26 آئی ٹی آر 15، نے تبادلہ خیال کیا اور درخواست دی۔

دیوانی اپیل کا دائرہ اختیار : دیوانی اپیل نمبر 328 آف 1960۔

پنجاب ہائی کورٹ، چندری گڑھ کے 4 مارچ 1958 کے حکم سے اپیل، 1952 کے سول ریفرنس نمبر 29

میں۔

اپیل کنندہ کی طرف سے اے۔وی۔وشونا تھ شاستری، آر۔گپتی ایڑ اور جی گوپال کرشنن۔

جواب دہندہ کے لیے ہر دیال ہارڈی اور ڈی۔گپتا۔

6 دسمبر، 1960۔ عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا۔

جسٹس شاہ۔ انکم ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل، دہلی بیچ نے انڈین انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 66(1) کے تحت چندری

گڑھ میں ہائی کورٹ آف جوڈیکل پچر کے فیصلے کے لیے درج ذیل سوال بیان کیا:

"آیا ٹیکس دہندہ کی سروسز لائن بچھانے کے لیے صارفین سے موصول ہونے والی رسیدیں (یعنی میز کی تقسیم نہیں) تجارتی رسیدیں تھیں اور کیا اس میں منافع کا عنصر ہے، یعنی، سروس کنکشن کی رسیدیں مانس سروس کنکشن لاگت ٹیکس وصول کنندہ کے ہاتھ میں قابل ٹیکس آمدنی تھی؟"

ہائی کورٹ نے اس سوال کا جواب اس طرح دیا:

".....سروس لائنیں بچھانے کے لیے صارفین سے کمپنی کی رسیدیں تجارتی رسیدیں ہیں اور اس میں منافع کا عنصر سروس کنکشن کی رسیدوں اور سروس کنکشن کے اخراجات کے درمیان فرق کمپنی کے ہاتھوں میں قابل ٹیکس آمدنی ہے۔"

انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 66 اے (2) کے تحت دیئے گئے سٹوفکیٹ کے ساتھ، اس اپیل کو ہوشیار پور الیکٹرک سپلائی کمپنی ترجیح دیتی ہے جسے اس کے بعد ٹیکس دہندہ کہا جاتا ہے۔

ٹیکس دہندہ بجلی کے زیر انتظام کالسنس یافتہ ہوتا ہے۔ حساب کے سال، یکم اپریل 1947 سے 31 مارچ 1948 تک، ٹیکس دہندہ کو اپنے صارفین کو دیئے گئے نئے سروس کنکشن کے لیے 12,530 روپے موصول ہوئے۔ اس رقم میں سے 5,929 روپے سروس لائنیں بچھانے کے لیے خرچ کیے گئے، اور 1338 روپے کچھ مین بچھانے کے لیے خرچ کیے گئے۔ انکم ٹیکس افسر نے 12,530 روپے کی پوری رقم کو تجارتی رسید کے طور پر استعمال کیا۔ اپیلیٹ اسٹنٹ کمشنر کو اپیل میں، سروس لائنیں اور مین بچھانے کے لیے ہونے والی لاگت کو خارج کر دیا گیا اور بقایا کو قابل ٹیکس آمدنی سمجھا گیا۔ اپیل میں، اپیلیٹ ٹریبونل نے اپیلیٹ اسٹنٹ کمشنر سے اتفاق کیا اور فیصلہ دیا

کہ سروس کنکشن کی رسیدیں تجارتی رسیدیں ہیں اور اس میں "منافع عنصر" ٹیکس دہندہ کے ہاتھ میں قابل ٹیکس آمدنی ہے۔ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 66(1) کے تحت ایک حوالہ میں، ہائی کورٹ نے ٹریبونل کے نقطہ نظر سے کافی حد تک اتفاق کیا۔

ٹیکس دہندہ نے برقی توانائی پیدا کرنے کے لیے مشینری نصب کی ہے اور اپنے صارفین کو اس کی فراہمی کے لیے میز میز اور تقسیم کرنے والی لائنیں بھی بچھائی ہیں۔ گدی دیکھنے والا صارفین سے ہندوستانی بجلی ایکٹ 1910 کے شیڈول کی شق 6(1)(بی) کے مطابق اس کی تقسیم سے لے کر صارفین کی جائیداد پر کنکشن کے مقام تک 100 فٹ سے زیادہ لمبائی کی سروس لائنیں بچھانے کے لیے کوئی معاوضہ نہیں لیتا ہے۔ لیکن جہاں نصب کی جانے والی سروس لائن کی لمبائی 100 فٹ سے زیادہ ہو۔ قیمت کا تعین کرنے والا مخصوص نرخوں پر وصول کرتا ہے۔ چارج عام طور پر تانبے کے ساتھ ساتھ جستی لوہے، سروس اور دیگر بریکٹ، موصلیت، میٹر وائرنگ، کھمبوں اور مناسب لیبر اور نگرانی کے اخراجات پر مشتمل ہوتا ہے۔ حساب کے سال میں، ٹیکس دہندہ نے 229 نئے کنکشن دیے اور 12,530 روپے وصول کیے جن میں سے 5,929 روپے کو قابل ٹیکس آمدنی سمجھا گیا ہے۔ انڈین الیکٹریٹی ایکٹ کے سیکشن 11 کے ساتھ پڑھے جانے والے سیکشن 37 کے تحت بنائے گئے انڈین الیکٹریٹی رولز کے تحت تجویز کردہ کھاتوں کی شکلوں میں، ٹیکس دہندہ نے سروس کنکشن کی رسیدیں ریونیو اکاؤنٹ میں جمع کیں اور سروس لائنیں بچھانے کی متعلقہ لاگت کو کیپٹل اکاؤنٹ میں ڈیبٹ کیا۔ لیکن کھاتوں کی شکل میں رسیدوں کی درجہ بندی اس بات پر غور کرنے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ آیا رسید محصول کے طور پر قابل ٹیکس ہے یا نہیں۔

ٹیکس دہندہ نے دعویٰ کیا کہ سروس لائنیں نصب ہونے پر ٹیکس دہندہ کی ملکیت بن جاتی ہیں، کیونکہ وہ تشخیصی کے تقسیم کرنے والے میز کی توسیع کی نوعیت کی ہوتی ہیں۔ ریونیو کی جانب سے، ہائی کورٹ کے فیصلے پر بھروسہ کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا گیا کہ جو سروس لائنیں صارفین کے ذریعے ادا کی جاتی ہیں وہ ٹیکس دہندہ کی ملکیت نہیں بنتی ہیں۔ ہمیں نہیں لگتا کہ انڈین انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 66 کے تحت کسی حکم کی اپیل میں اس سوال پر داخل ہونا ہمارے لیے کھلا ہے۔ ٹریبونل نے اس سوال پر کوئی نتیجہ ریکارڈ نہیں کیا کہ آیا ٹیکس دہندہ سروس لائنوں کا مالک تھا۔ بلاشبہ، ٹیکس دہندہ کے ذریعے نصب کردہ سروس لائنوں کی لاگت کے لیے صارفین کی طرف سے تعاون کیا گیا تھا جس کی لمبائی 100 فٹ سے زیادہ تھی۔ عام طور پر، ایک شخص جو جائیداد کی تنصیب کے لیے ادائیگی کرتا ہے اسے اس کا مالک سمجھا جاسکتا ہے؛ لیکن اس طرح کا مفروضہ لازمی طور پر کسی سروس لائن کے حوالے سے نہیں کیا جاسکتا، جو اس وقت تک بجلی کی فراہمی کے لیے استعمال ہوتا ہے جب تک کہ وہ برقی ادارے کی تقسیم کا ایک لازمی حصہ رہتا ہے۔ ہائی کورٹ مشاورتی دائرہ اختیار کا استعمال کر رہی تھی، اور یہ سوال کہ سروس لائنیں نصب ہونے کے بعد ان کا مالک کون تھا، صرف ٹریبونل کے ذریعے فیصلہ کیا جاسکتا تھا۔ اس سوال پر اپنا نتیجہ ریکارڈ کرنا ٹریبونل کا کام تھا، لیکن

ٹریبونل نے کوئی نتیجہ ریکارڈ نہیں کیا۔ ہمارے فیصلے میں، ہائی کورٹ نے اپنے دائرہ اختیار کو کافی حد تک اپیل کے طور پر فرض کرنے اور سروس لائنوں کی ملکیت کے بارے میں سوال کا فیصلہ کرنے کی کارروائی میں غلطی کی جو کہ قانون اور حقیقت کا ایک مخلوط سوال ہے، جس پر ٹریبونل نے کوئی نتیجہ نہیں نکالا ہے۔

ٹیکس دہندہ نے دعویٰ کیا کہ نئے کنکشن کے لیے صارفین کی طرف سے ادا کی جانے والی رقم سرمائے کی رسید ہے اور ٹیکس کے لیے ذمہ دار نہیں ہے، کیونکہ یہ رقم صارفین کی طرف سے نئی سروس لائنیں بچھانے میں ٹیکس دہندہ کے اخراجات کے لیے ادا کی جاتی ہے۔ جو ایک دیرپا اثاثہ ہے۔ اس سوال کا تعین رسید کی نوعیت کی روشنی میں کیا جاتا ہے اس سے قطع نظر کہ نئے صارفین کو برقی کنکشن دینے کے لیے نصب کردہ سروس لائنوں کے مواد کا مالک کون رہا۔

ٹیکس دہندہ صارفین سے موصول ہونے والی رقم کا صرف ایک حصہ خرچ کرتا ہے۔ کیس کے بیان سے یہ واضح نہیں ہے کہ دیئے گئے 229 نئے کنکشن میں سے کوئی ایسے تھے جن کی لمبائی 100 فٹ سے کم تھی۔ تشخیص کنندہ کی طرف سے موصول ہونے والی ادائیگیاں یقیناً 100 فٹ سے زیادہ لمبائی کی نصب کردہ سروس لائنوں کے لیے ہونی چاہئیں۔ ، لیکن ریکارڈ پر یہ واضح نہیں ہے کہ آیا ٹیکس دہندہ کی طرف سے 5,929 روپے کا خرچ صرف 100 فٹ سے زیادہ لمبائی والی سروس لائنوں کے سلسلے میں ہے یا یہ تمام سروس لائنوں کے سلسلے میں کیا گیا خرچ ہے۔ تاہم یہ متنازعہ نہیں ہے کہ صارفین سے موصول ہونے والی رقم کا ایک حصہ سروس لائنوں کی تعمیر سے متعلق اخراجات کو پورا کرنے کے بعد ٹیکس دہندہ کے پاس رہتا ہے۔ لیکن ایک برقی سروس لائن کے لیے مسلسل معائنہ کی ضرورت ہوتی ہے اور کبھی کبھار مرمت اور تبدیلی اور اس سلسلے میں اخراجات ٹیکس دہندہ کو کرنے ہوتے ہیں۔ نیا کنکشن حاصل کرنے کے لیے صارف کی طرف سے دی گئی رقم لازمی طور پر ان تمام خدمات کا احاطہ کرے گی۔ صارف کی طرف سے دی گئی رقم ایک دیرپا اثاثہ وجود میں لانے کے لیے اخراجات کی براہ راست وصولی میں ہے جو ٹیکس دہندہ کو برقی توانائی کی فراہمی کے اپنے کاروبار کو انجام دینے کے قابل بناتا ہے۔ سروس لائنوں کی تنصیب سے ایک سرمایہ اثاثہ وجود میں آتا ہے۔ صارفین کی طرف سے کیا گیا تعاون کافی حد تک مشترکہ مہم جوئی کے لیے غور کے طور پر ہوتا ہے؛ جب سروس لائن نصب کی جاتی ہے تو وہ ٹیکس دہندہ کے میز کا ایک حصہ بن جاتی ہے، اور بجلی ایکٹ کی دفعات کے مطابق، ٹیکس دہندہ توانائی کی موثر فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے اسے مناسب مرمت میں برقرار رکھنے کا پابند ہوتا ہے۔ محکمہ کی طرف سے یہ مفروضہ کہ سروس لائن کی تنصیب کی فوری لاگت ادا کرنے کے بعد ٹیکس دہندہ کے ہاتھ میں باقی اضافی رقم کو کمپنی کا تجارتی منافع سمجھا جانا چاہیے، درست نہیں ہے۔ تشخیص کنندہ بلاشبہ

صارفین کو برقی توانائی تقسیم کرنے کا کاروبار کر رہا ہے۔ سروس لائسنوں کی تنصیب کوئی الگ تھلگ یا غیر معمولی عمل نہیں ہے؛ یہ ٹیکس دہندہ کے کاروبار کا ایک واقعہ ہے۔ لیکن اگر بنیادی طور پر سرمائے کے اخراجات کی ادائیگی کے لیے صارفین کی طرف سے دی گئی رقم، شراکت کی گئی رقم میں سے تنصیب کی لاگت کو خرچ کرنے کے بعد باقی رقم کو تجارتی رسید میں تبدیل نہیں کیا جاتا ہے۔ یہ اضافی، جسے ٹریبونل "منافع عنصر" کہتا ہے، کاروبار کے منافع کی شکل میں وصول نہیں کیا گیا تھا؛ یہ ٹیکس دہندہ کے ہاتھ میں موجود سرمائے کی رسید کا حصہ تھا، اور اسے تجارتی منافع میں تبدیل نہیں کیا گیا تھا کیونکہ ٹیکس دہندہ برقی توانائی کی تقسیم کے کاروبار میں مصروف تھا، جس کے ساتھ رسید منسلک تھی۔

انکم ٹیکس کمشنر بمقابلہ پونا الیکٹرک سپلائی کمپنی لمیٹڈ کے معاملے میں، بمبئی ہائی کورٹ کی ایک ڈویژن بنچ نے فیصلہ دیا کہ پونا الیکٹرک کمپنی کی طرف سے حکومت بمبئی سے موصول ہونے والی رقم جو نئے علاقوں میں توانائی کی فراہمی کے لیے نئی سپلائی لائسنوں کی تعمیر کے لیے ہونے والے اخراجات کی تلافی کے طور پر موصول ہوئی تھی، وہ ایک شخص کی رسید تھی نہ کہ تجارتی رسید۔ حکومت سے موصولہ شراکت میں "منافع عنصر" کے ٹیکس کے قابل ہونے کے سوال کا واضح طور پر تعین نہیں کیا گیا تھا؛ لیکن اس معاملے میں عدالت نے فیصلہ دیا کہ پونا الیکٹرک کمپنی کو حکومت سے بطور شراکت موصول ہونے والی پوری رقم ایک سرمایہ رسید تھی۔

مونیگرا الیکٹرک سپلائی کمپنی لمیٹڈ. v. انکم ٹیکس کمشنر، بہار اور اڑیسہ، یہ قرار دیا گیا کہ سروس کنکشن کی لاگت کو پورا کرنے کے لیے بجلی کے صارفین کی طرف سے ادا کی جانے والی رقم بجلی کے ادارے کے ہاتھ میں ایک کیپٹل رسید تھی نہ کہ ریونیورسید اور سروس کنکشن چارجز کی وجہ سے موصول ہونے والی رقم اور فوری طور پر خرچ نہ ہونے والی رقم کے درمیان فرق ریونیورسید کے طور پر ٹیکس کے قابل نہیں تھا۔

رسیدیں اگرچہ بجلی تقسیم کرنے والے کے طور پر ٹیکس دہندہ کے کاروبار سے متعلق تھیں لیکن وہ ٹیکس دہندہ کے کاروبار کو جاری رکھنے کے لیے اتفاقی نہیں تھیں اور نہ ہی اس کے دوران تھیں۔ وہ دیر پا قیمت کے سرمائے کو وجود میں لانے کے لیے رسیدیں تھیں۔ شراکت صرف فراہم کی جانے والی خدمات کے لیے نہیں کی جاتی تھی، بلکہ مشترکہ منصوبے کے معاہدے کے تحت سرمائے کے ساز و سامان کی تنصیب کے لیے کی جاتی تھی۔ کل رسیدیں سرمائے کی رسیدیں ہوتی ہیں، یہ حقیقت کہ سرمائے کی تنصیب میں، صرف ایک مخصوص رقم فوری طور پر خرچ کی جاتی تھی، ہاتھ میں باقی رقم کو تجارتی رسید کی نوعیت میں منافع نہیں سمجھا جاسکتا تھا۔ مقدمے کے اس نقطہ نظر پر، ہمارے فیصلے میں، ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ دیتے ہوئے غلطی کی تھی کہ ٹیکس دہندہ کی طرف سے سروس لائسنوں کی تنصیب کے لیے خرچ کی

گئی رقم سے زیادہ رسیدیں تجارتی رسید تھیں۔ اپیل کی اجازت دی جاتی ہے اور سوال عدالت عالیہ کو پیش کیا جاتا ہے۔ عدالت کا جواب منفی میں دیا جاتا ہے۔ ٹیکس دہندہ اس عدالت کے ساتھ ساتھ ہائی کورٹ میں بھی اس کے اخراجات کا حقدار ہے۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

